ملتان کی نمائندہ خواتین کے افسانوی ادب کا موضوعاتی مطالعہ

Representative women of Multan: A thematic analysis of fictional literature

☆تابندہ عنبرین، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
☆☆ڈاکٹر فرزانہ کوکب، صدر شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

Abstract:
This study presents a thematic analysis of the short fiction written by representative women writers of Multan. Women's contribution to Urdu short story writing has played a significant role in highlighting social realities and women's perspective attention. Study reveals the writers deep engagement with the lived experiences of women and their struggle for recognition, autonomy, and dignity within a traditionally structured society. The findings suggest that the women short story writers of Multan have made a meaningful contribution to Urdu fiction by presenting authentic portrayals of local culture and social dynamics while also addressing broader human and feminist concerns. Their works not only reflect the realities of their socio-cultural environment but also enrich Urdu short story literature with new thematic and narrative dimensions.

Key words: Multan Women Writers, Urdu Short Fiction, Thematic Analysis, Women's Perspectives, Social Realities, Feminist Consciousness, Cultural Representation, Urdu Literature.

اردو فکشن میں بنیادی طور پر مرکزی حیثیت افسانے اور ناول کو حاصل رہی ہے، اور گزشتہ دو تین دہائیوں سے زیادہ تر سیمینار اور مکالمے افسانہ، ناول اور افسانے کی تنقید پر ہوئے پاکستان اور ہندوستان کی ادبی فضا میں افسانوی ادب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اردو ناول اور افسانہ مسلسل ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے اپنے افسانوی کینوس کو وسعت دے چکا ہے۔ نئے افسانوی مجموعے اپنے وسیع کینوس کی وجہ سے نہ صرف قاری کو متاثر کرتے ہیں بلکہ موضوعاتی طور پر ہمیں نئی دنیا اور نئے آفاق سے روشناس کرواتے ہیں فرسودہ رسم ورواج، موبائل فون ٹی وی کا غلط استعمال، منشیات کا بڑھتا ہوا رجان، جنسی ہیجان انگیزی، نمود و نمائش اور حرام خوری کی طرف انسان کے بڑھتے ہوئے قدم، ماحولیاتی تغیرات، معاشی وسیاسی کشمکش تعلیمی نظام لبرلزم کے نام پر ٹوٹتی ہوئی معاشرتی اقدار، جیسے موضوعات

کو ہمارے افسانہ نگار اپنی کہانیوں میں بڑی مہارت سے برت رہے ہیں۔ دور کا افسانہ گزشتہ افسانوں سے مختلف ہے نئی کہانی سپاٹ بیانیہ لیے ہوئے نہیں ہے ایک طرف حقیقت پسندی کے امتزاج سے نئے کولاج تیار ہو رہے ہیں اور دوسری طرف تیزی سے بدلتی دنیا افسانوی نثر کا موضوع بن رہی ہے۔ ہمارا عہد اور افسانوی نثر دونوں ایک بڑی تبدیلی کے دور میں قدم رکھ رہے ہیں یہ موجودہ عہد متن لفظ اور معنی کے سلسلے میں نئے سوالات کا حامل ہے۔ اس عہد کے افسانے میں ایک نئی دنیا سمٹ آئی ہے جس میں کمپیوٹر، سائبر سپیس، سمارٹ فون اور گلوبل ویلج کا تصور کلیدی صورت اختیار کر گیا ہے۔ آج کے افسانوں نے اسلوب تکنیک اور بیانیہ کی سطح پر جو تجربات کیے ہیں وہ فکشن کا نیا اشارہ اور نیا منظر نامہ ہے۔

ملتان کی سرزمین پر افسانوی ادب میں بلاشبہ مرد تخلیق کاروں کا پلہ بھاری رہا ہے اور مرد تخلیق کاروں نے افسانوی ادب میں اپنی تصنیفات کے ذریعے کئی خوبصورت اضافے کیے۔ مگر خواتین تخلیق کاروں نے بھی افسانوی ادب کی روایت کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کئی خواتین تخلیق کار ہیں جنھوں نے نہ صرف افسانوی ادب کی روایت کو آگے بڑھایا بلکہ ملتان میں تخلیق ہونے والے افسانوی ادب کو صنف نازک کے احساسات اور جذبات سے آراستہ کیا اور معاشرتی مسائل پر بھی قلم اٹھایا۔ خواتین تخلیق کاروں میں بھی بہت سے نام اہمیت کے حامل ہیں جن میں ثمر بانو ہاشمی، راحت وفا، صباحت مشتاق، شہناز نقوی، شگفتہ بھٹی، صائمہ نورین بخاری، غزالہ خاکوانی شامل ہیں۔

ثمر بانو ہاشمی نے نہ صرف ملتان کی افسانوی ادب کی روایت میں اپنی کہانیوں کے ذریعے خوبصورت اضافے کیے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے بھی مشعل راہ بنی ان کے افسانوں میں معاشرتی مسائل اور ہجرت کا تجربہ واضح دکھائی دیتا ہے انہوں نے تقسیم پاک وہند کے المناک واقعے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے اثرات ان کے افسانوں اور ناول میں واضح دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا ناول ''دل کی وہی تنہائی'' بھی معاشرتی استحصال اور ہجرت کے بعد لوگوں کو پیش آنے والے مصائب اور درد و تکلیف کی کہانی بیان کرتا ہے۔ ناول پر مجموعی طور پر المیاتی عنصر غالب ہے۔ ناول میں ہجرت کے سانحے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ناول میں مسلمانوں کا ہندوستان میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر آنا، راستے میں مشکلات کا شکار ہونا، ہجرت کرنے والوں کے لیے راستے میں لگائے گئے کیمپس کے حالات اور نئے بننے والے ملک میں پیش آنے والی مشکلات کا بیان خوبصورتی سے ہوا ہے اکثر مقامات پر ایسا احساس ہوتا ہے جیسے مصنفہ خود اس ہجرت کے تجربے سے گزری ہیں کیمپ کے حالات کا بیان کچھ اس طرح سے کرتی ہیں۔

> ''کیمپ کی زندگی بڑی عبرتناک تھی وہاں ہمیں 15 دن رہنا پڑا کیمپ ایریا اصل میں مسلمانوں کے ایک وسیع محلے کی احاطہ بندی کر کے قائم کیا گیا تھا۔ اس کی مسجد کا ایک حجرہ ہمارے مختصر کنبے کی قیام گاہ تھا، یہاں ہماری حالت ایسی تھی جیسے مجرموں کی حوالات حجرے کے آگے چھوٹا سا صحن تھا جس کے دروازے سے باہر کیمپ کی حالت کا اندازہ ہوتا تھا۔''(۱)

ان کے بیشتر افسانوں میں محبت تکمیل سے محروم ہے اور اگر تکمیل تک پہنچ بھی جائے تو پھر ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جاتی ہے، کہیں کہیں محبت غرض اور لالچ کی نظر ہو جاتی ہے ''پجارن''، ''تلاش''، ''صورت کامنی سی'' ایسی ہی محبت کا بیانیہ ہے۔

راحت وفا نے افسانہ، ناول، ڈرامہ تینوں اصناف میں طبع آزمائی کی اور کئی خوبصورت کہانیاں تخلیق کیں اور کر رہی ہیں راحت وفا کے ہاں محبت کا تجربہ ہمیشہ ہی مایوسی کی کیفیت طاری کرتا ہے اور بہت سے مقامات پر مجروح دکھائی دیتا ہے۔ راحت وفا نے کالم نگاری بھی کی ہے ان کی کہانیوں میں معاشرہ بکھرا پڑا ہے معاشرتی زندگی کے تضادات، طبقاتی اونچ نیچ اور عورت کے ساتھ امتیازی سلوک ان کی کہانیوں کے موضوعات ہیں وہ بات کہنے کا ڈھنگ جانتی ہیں اور خوبصورت انداز میں معصومیت کے ساتھ زندگی کے تلخ و شیریں واقعات بیان کرتی ہیں۔ راحت وفا گہرے سماجی شعور و نفسیاتی بصیرت کی حامل افسانہ نگار اور ناول نگار ہیں۔ ان کے بنیادی موضوعات میں خواتین کے مسائل اور محبت کے مختلف رنگ ہیں ان کے افسانوں میں محبت کی خوشبو جابجا مہکتی محسوس ہوتی ہے۔

> ''یقیناً ایک عورت اس معاشرے میں صرف محبت کے سہارے نہیں رہ سکتی۔ میری محبت تسلیم کر لو کہ شاید تمہاری محبت کی طاقت مجھے جینے کا ہنر سکھادے۔''(۲)

راحت وفا نے زندگی کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا اور اپنے گرد و پیش میں موجود بہت سی کہانیوں کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے وہ زندگی کے دکھوں کو اپنے افسانوں کے ذریعے قاری تک کچھ اس انداز میں پہنچاتی ہیں کہ پڑھنے والا بے ساختہ داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا معاشرتی زندگی کے بہت سے تضادات ان افسانوں کے ذریعے کھل کر سامنے آتے ہیں عورت کو انا کی بھینٹ یا وفا کی بھینٹ کیسے چڑھایا جاتا ہے کچھ یوں بیان کرتی ہیں:

> ''یہ سچ ہے کہ تم نے وفا کی، یہ بھی تسلیم ہے تم نے تابعداری کی، رات کے اندھیرے میں مجھے یہاں سے جانے کے مواقع فراہم کیے، صبح کے اجالے میں میرا ابھرم رکھا مگر یہ بھی تو سچ ہے تم بابا کی پسند اور ضد کی شکل میں لائی گئی تھی۔''(۳)

صباحت مشتاق ملتان کی افسانہ نگاروں میں اہم مقام رکھتی ہیں ان کا افسانوی مجموعہ ''سات کہانیاں'' خوبصورت کہانیوں پر مشتمل ہے ان کے ہاں کہانی اپنے مکمل رنگ میں موجود ہے وہ معاشرتی مسائل کو اپنے انداز میں بیان کرتی ہیں جہاں کچھ منی ایچر تصاویر دکھائی دیتی ہیں اور معاشرہ اپنی خوبصورتی اور بدصورتی دونوں صورتوں میں موجود ہے وہ آج کی خواتین کو درپیش مسائل کو بخوبی جانتی ہیں اور ان کے ہاں جدید دور کے مسائل کا بیان بہت خوبصورتی سے ملتا ہے وہ کہانی کے ذریعے زندگی بیان کرتی ہیں اور زندگی کے بارے میں ان کا مشاہدہ خاصہ گہرا ہے اور وہ اپنے اس مشاہدے کو خوبصورتی سے افسانوں میں بیان کرتی صباحت مشتاق کے افسانے علامتی عنصر لیے ہوئے ہیں افسانوں کے نام علامت کے طور پر سامنے آتے ہیں ''آسیب''، ''اکائی''، ''دو نمبر''، ''برف'' ایسے ہی افسانے ہیں جن کے نام علامت کے طور پر ابھرتے ہیں۔

افسانے ''آسیب'' میں صباحت مشتاق نے آسیب کی علامت کے ذریعے اس بزدلی کو سامنے لانے کی کوشش کی جس کی بدولت انسان اپنے جذبات کو بھی پس پشت ڈال دیتا ہے اپنے ہی احساسات سے گھبرا جاتا ہے۔ افسانے میں بزدلی کا آسیب ہی محبت کے آڑے آتا ہے دوسرا جنم لے کر بھی محبت کو حاصل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

''تم بھی سنو بزدلی کا آسیب سب سے زیادہ خوفناک ہے جس دل میں ٹھکانہ کر لے محبت کو قریب بھی گزرنے نہیں دیتا خدا کے لیے میرا یہ جنم برباد نہ کر دو۔''(۴)

شہناز نقوی بطور شاعر اور افسانہ نگار جانی جاتی ہیں ان کی کہانیاں زندگی سے بہت قریب تر اور ارد گرد کے ماحول سے عکس کردہ ہیں، گہرے مشاہدے کی بنا پر افسانوں میں حقیقت کا رنگ ابھرتا ہے معاشرے کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ان کے افسانوں میں موجود ہیں وہ اپنی کہانیوں کو شوگر کوٹڈ الفاظ میں پیش کرتی ہیں بہترین اسلوب استعمال کرتی ہیں زندگی کے بارے میں اپنا منفرد نظریہ رکھتی ہیں شہناز نقوی کے افسانوں میں موضوعات منفرد اور کہانیاں دلچسپ اور کردار و موضوعات اسی معاشرے کے عکاس ہیں۔ شہناز نقوی نے اپنے افسانے ''کس کے لیے'' میں شک کے ذریعے رشتوں میں پڑنے والی دراڑ کو بیان کیا ہے۔ جب کسی رشتے میں شک پیدا ہو جاتا ہے تو اس رشتے کا سکون برباد کر کے رکھ دیتا ہے انسانی فطرت ہے کہ بعض اوقات حقیقی باتوں کو نظر انداز کر جاتا ہے مگر جب شک میں پڑتا ہے تو دھوکے کو بھی سچ سمجھ لیتا ہے شک کے ہاتھوں اپنی زندگی تو برباد کرتا ہی ہے ساتھ دوسروں کی زندگیوں کو بھی تلخ بنا دیتا ہے افسانے ''کس کے لیے'' میں بھی ربیط کا شوہر یاسر شک میں مبتلا ہے صرف اس لیے کہ شادی سے پہلے اشعار کس کے لیے لکھے۔

شک کی وجہ سے خوبصورت رشتوں کے چہرے مسخ ہو جاتے ہیں شک کے آئینے میں سب دھندلا ہی دکھائی دیتا ہے مگر شک کا آئینہ کبھی نہیں ٹوٹتا بلکہ یہ وہ واحد آئینہ ہے جو دوسروں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہے اور زندگی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ جاتی ہے۔

''آزاد خیال راتوں کو دیر سے آنے والا یاسر، اس کے لیے ایک سوالیہ نشان بن گیا گزشتہ دو ماہ سے اس کا ایک ہی سوال تھا ربیط سے بتاؤ وہ اشعار کس کی یاد میں لکھے۔''(۵)

شگفتہ بھٹی ناول نگاری میں اہم مقام رکھتی ہیں کالم نگاری بھی کی اور صحافت سے بھی وابستہ ہیں اپنے ناولوں میں عورت کے مسائل کو موضوع بناتی ہیں شگفتہ بھٹی کے ناولوں میں تصوف کا عنصر نمایاں دکھائی دیتا ہے ان کی کہانیوں کے کردار ہمارے ارد گرد سے ہی لیے گئے ہیں، ناولوں میں کبھی کبھی وہ ناصح کا انداز اپناتی ہیں اور بسا اوقات کہانیوں کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں جو غیر ضروری محسوس ہوتا ہے ان کی کہانیوں میں اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو گھر کا راستہ دکھانے کی روش پائی جاتی ہے۔ شگفتہ بھٹی نے کچھ ڈرامے بھی تحریر کیے اکثر و بیشتر کہانیوں میں مقصدیت کا پہلو نمایاں ہے ان کے ناول دلچسپ اور قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

شگفتہ بھٹی کے افسانہ نگاری کے حوالے سے گفتگو کی جائے تو وہاں بھی اصلاح معاشرہ کا پہلو نمایاں ہے شگفتہ بھٹی کے لیے معاشرہ گھر سے تخلیق پاتا ہے جب گھروں میں بہترین تعلیم و تربیت کا انتظام ہو گا تو ہر فرد معاشرے کا کار آمد شہری بن سکے گا خواتین کے لیے ان کا

رویہ ناصحانہ ہے وہ خواتین کو معاشرے میں پھیلی برائیوں سے باخبر کرنا چاہتی ہیں۔ شگفتہ بھٹی کا افسانہ ''فرینڈ شپ'' معاشرے میں پھیلے ہوئے عدم اعتماد سے جنم لینے والی کہانی ہے مصنفہ نے رشتوں کے درمیان فاصلے کو منفرد پیرائے میں بیان کیا ہے آج کے دور میں ٹیلیفونک دوستیاں جو قریبی رشتوں کے درمیان دراڑ ڈال رہی ہیں شگفتہ بھٹی نے اس اہم مسئلے کو موضوع بنایا ہے منصور بیگ اور مائرہ کی شادی پسند سے ہوتی ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دونوں کے درمیان فاصلے در آتے ہیں مائرہ اپنے شوہر اور اپنے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں کو کم کرنے کی بجائے کسی دوسرے شخص سے ٹیلی فونک دوستی کر لیتی ہے جس کی وجہ سے گھر کا سکون داؤ پر لگ جاتا ہے مگر اپنے بیٹے کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ مائرہ کے ضمیر کو جھنجوڑ دیتے ہیں۔

> ''لیکن آپو دادی اماں نے تو بتایا تھا کہ لڑکے لڑکیوں کے دوست نہیں ہوتے، اس کا مطلب ہے وہ موبائل والے صبیح انکل بھی ہماری مما کے دوست نہیں ہیں اچھا تو آپو پھر صبیح انکل ہماری مما کے کیا لگتے ہیں مائرہ کے ہاتھ سے موبائل اچانک ہی گر چکا تھا شاید اس نے رضی کی وہ دھیمی سی آواز بھی سن لی تھی تو پھر صبیح انکل ہماری مما کے کیا لگتے ہیں؟'' (٦)

لڑکیوں کے لیے مناسب رشتے نہ ملنا تقریباً ہر دور میں ایک سنگین موضوع رہا ہے شگفتہ بھٹی نے دور حاضر میں اس مسئلے کو اپنے افسانے ''لکیریں'' میں بیان کیا ہے مگر مصنفہ کے مطابق بعض اوقات خود والدین بچیوں کے رشتوں میں تاخیر کرتے ہیں جس کی بنا پر ان کی شادی کی عمر نکل جاتی ہے اور لوگ ان کا رشتہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں افسانے میں احسان الٰہی کی تین بیٹیاں حلیمہ ہادیہ اور ہنیہ ہیں ان کی والدہ زیب النساء انہیں اعلیٰ تعلیم دلوانے اور ان کی نوکری کرنے کے حق میں ہیں اس لیے وہ بڑی بیٹی کے لیے آنے والے رشتوں میں کوئی نہ کوئی نقص نکال کر منع کر دیتی ہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بیٹیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے نوکری بھی حاصل کر لیتی ہیں مگر بڑی بیٹی زیادہ عمر کی دکھائی دینے لگتی ہے منجھلی بیٹی بھی عمر کے زینے طے کرنے لگتی ہے اب ان کے گھر میں رشتوں کے سلسلے میں آنے والے لوگ ان کی سب سے چھوٹی بیٹی کا رشتہ مانگتے ہیں اور والدین فکر میں گھلنے لگتے ہیں۔ مصنفہ کے نزدیک بچیوں کا نوکری کی بجائے گھر بسانا زیادہ ضروری ہے۔

> ''زیبی میری بیٹی! نہ خود کو ایک مشین سمجھو نہ اپنی بیٹیوں کو۔۔۔۔ ان کو بینکر، ڈاکٹر، اور انجینئر بنانے کو اپنا مقصد زندگی نہ بناؤ بلکہ ان کی بڑھتی ہوئی عمروں کی فکر کرو------ بیٹیاں شادیوں کی عمریں والدین کے گھروں میں بیٹھی بیٹھی گزار دیں، یہ تو کار عذاب ہوا نہ کہ کار ثواب''۔ (٧)

صائمہ نورین بخاری نے افسانہ اور شاعری دونوں اصناف میں طبع آزمائی کی گھر میں کسی حد تک ادبی ماحول میسر رہا۔ ان کے افسانوں میں محبت پہلو بدل کر سامنے آتی ہے اور اپنے علاقے کلچر کو اپنی کہانیوں میں پیش کرتی ہیں افسانوں میں جذباتی پن اور رد عمل دونوں پہلو ابھر کر

سامنے آتے ہیں۔ عورت کے استحصال، معاشرتی جبر کو بھی بازبان قلم بیان کرتی ہیں۔ان کے ہاں محبت کے رنگ دھندلے اور لالچ کی گرد میں اٹے ہوئے ہیں ان کی کہانیوں میں محبت تکمیل کی منزل سے دور ہے ''منظر خواب دریچے''، ''ساون کی پہلی بارش'' اور ''خواب مسافر لمحوں کے'' ایسے ہی خود غرض محبت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ان کے افسانوں میں عورت کی چیخ بھی سنائی دیتی ہے اور اس کے خوابوں کی عکاسی بھی بھرپور انداز میں کی گئی ہے افسانہ ''من کا سودا'' عورت کے ساتھ اسی استحصالی رویے کی ترجمانی ہے جہاں مرد اپنے لیے ہر آزادی کو جائز تصور کرتا ہے اور عورت پر ہر طرح کا ظلم روا رکھتا ہے یہاں تک کہ عورت سے جینے کی آزادی بھی چھین لیتا ہے۔

''تیزاب سے پگھلا دو گے یا زمین کی خاطر کالی قرار دے کر بدنامی کی موت دے دو گے یا بد چلن کا الزام لگا کر زندان میں چنوا دو گے کیونکہ آرڈیننس تمہارا------- قانون تمہارا------- گواہی تمہاری۔۔۔۔۔۔ حکومت تمہاری------ ریاست بھی تمہاری-------- معاشرہ تمہارا------ عقوبت خانے بھی تمہارے------- سزائیں بھی تمہاری--------تو کرو-- -----صاحب اختیار! سب کچھ کرو۔۔۔۔''(۸)

صائمہ نورین بخاری کے افسانوں میں منظر نگاری بہت خوبصورت انداز سے کی گئی ہے، وہ چونکہ ایک شاعرہ بھی ہیں اس لیے ان کے ہاں الفاظ کا استعمال بہت قرینے سے کیا گیا ہے الفاظ کے نگینے مل کر ایک دلکش منظر تخلیق کرتے ہیں جو افسانوی فضا کو خوش رنگ اور پر تاثیر بنا دیتا ہے ان کی یہی شاعرانہ منظر نگاری ان کے افسانوں میں بھی رنگ بکھیرتی ہے اور کہانی کو دلکش و خوبصورت بناتی ہے۔

''کیکر کے سفید پھول آہستہ آہستہ کانٹوں میں الجھ کر، سرسراتی ہوا کے سہارے درخت سے نیچے کچے صحن میں اتر رہے تھے ریتلے گاؤں کی سرمئی مٹیالی فضا بہار کے رنگوں کو تلاش کر رہی تھی کچھ آنگنوں سے اٹھنے والے دھوئیں کے بادل سیاہ مہین پیرہنوں کی صورت ہوا میں تحلیل ہو رہے تھے صحرا کی سرمئی رت میں بہار کا رنگ کس نے دیکھا ہے؟''(۹)

غزالہ خاکوانی ملتان کی نمائندہ خواتین نثر نگاروں میں شمار کی جاتی ہیں. پیشے کے اعتبار سے غزالہ خاکوانی ڈاکٹر ان کا افسانوی مجموعہ "درد تو کھو لیے" کئی شاندار افسانے اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ غزالہ خاکوانی کے موضوعات میں تنوع ہے اگرچہ ان کی کہانی سادہ ہوتی ہے لیکن اس سادگی میں بہت سے فکری اور جذباتی سلسلے رواں دواں نظر آتے ہیں۔خواتین نثر نگاروں کے ہاں خواتین کے مسائل کا ذکر بار بار کیا گیا ہے۔ غزالہ خاکوانی کی افسانوں میں بھی خواتین کے مسائل استحصال اور جنسی استحصال پر قلم اٹھایا گیا ہے ان کے افسانوں میں درمیانی طبقے کی باشعور و غور و فکر کرنے والی عورت ہے جو عدم تحفظ نفرت اور تشکیک کا شکار ہو کر اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے اپنی پہچان اور شناخت کی تلاش کے روح فرسا عمل نے اس کے دل و دماغ کو کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اج کے ترقی یافتہ دور میں بھی وہ خود کو زمانہ قدیم کی طرح بے بس مجبور اجنبی اور کھلونا تصور کیے جانے پر رنجیدہ ہے. "فیوڈل کوریئر سروس. "الیہ" اور "میل پریکٹس" جیسے افسانے خواتین کے ساتھ جنسی

استحصال کا المیہ بیان کرتے ہیں "المیہ" کی خاتون کو جائیداد کے سلسلے میں دفتروں کے چکر لگاتے ہوئے جس رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ المناک ہے۔

"ڈی سی نے کام کا وعدہ تو کیا ہے مگر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ میں تمہیں 17-18 لاکھ کا فائدہ پہنچاؤں گا اس کے بدلے تم بھی مجھے کچھ دو بلا وجہ میں تمہارا کام کیوں کروں۔"(۱۰)

مجموعی طور پر ملتان کی خواتین نثر نگاروں کے ہاں خواتین کے استحصال کا بیانیہ ملتا ہے جس کی بنیادی وجہ اس خطہ کی جاگیردارانہ روایات اور معاشرتی منظر نامہ ہے۔ جہاں عورت اپنے حقوق کے لیے کوشاں ہے اسی بناء پر ملتان کے افسانوی ادب میں بھی خواتین نثر نگاروں نے عورت کے استحصال کو موضوع بنایا ہے مگر گہرائی سے جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ملتان کی خواتین نثر نگاروں کے ہاں معاشی معاشرتی اور سماجی تناظر میں کوئی گہرا فکری و فنی تجربہ سامنے نہیں آتا مجموعی طور پر روایتی مسائل ہیں جن کو سادہ پیرائے اور بیانیہ کہانی میں بیان کر دیا گیا ہے۔ بیسویں صدی کی ساتویں آٹھویں دہائی میں ہونے والے اہم واقعات سقوط ڈھاکہ اور مارشل لاء جیسے المیے جنھوں نے ملک کے سماجی، معاشرتی، معاشی منظر نامے کا رخ بدل دیا مگر ملتان کی خواتین نثر نگاروں کے افسانوی ادب میں ان المیوں کے تناظر میں بھی کوئی خاص ردعمل ظاہر نہیں ہوتا ان کے ناول اور افسانے معاشرتی مسائل کا بیانیہ ہیں اور خطے کی معاشرت کے ساتھ ساتھ خواتین کے استحصال کو موضوع بناتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ ثمر بانو ہاشمی، دل کی وہی تنہائی (ملتان: عاتکہ پرنٹرز پل شوالہ، 1981)، ص45

۲۔ راحت وفا، ہتھیلی پہ پانی، (لاہور: القریش پبلشرز، 2008)، ص37

۳۔ راحت وفا، مور کے پاؤں (لاہور: زاہدہ نوید پرنٹرز، 2010 اشاعت دوم 2012)، ص199

۴۔ صباحت مشتاق، سات کہانیاں (لاہور: فکشن ہاؤس، 1997)، ص63

۵۔ شہناز نقوی، بیتے سمے (ملتان: ضوریز پبلکیشنز، 2009)، ص39

۶۔ شگفتہ بھٹی، آبگینے (سوہنی ڈائجسٹ شمارہ مئی، 2016)، ص9

۷۔ ایضاً، ص7

۸۔ صائمہ نورین بخاری، منظر خواب دریچے (لاہور: بیکن بکس، 2007)، ص93

۹۔ ایضاً، ص41

۱۰۔ غزالہ خاکوانی، در تو کھولئے (ملتان: جاذب پبلشر، 2005)، ص97